نئی صدی کے استقبال، نمائشیں لگانے اور ترسیل لٹریچر کی بابت انتظامی ہدایات

(خطبہ جمعہ فرمودہ ۲۷ جنوری ۱۹۸۹ء بمقام بیت الفضل لندن)

تشہد و تعوذ اور سورۂ فاتحہ کی تلاوت کے بعد حضور نے فرمایا:

احمدیت کی دوسری صدی شروع ہونے میں اب تھوڑا عرصہ باقی ہے جہاں میں اس سے پہلے مسلسل بعض اخلاقی اور روحانی ذمہ داریوں کی طرف توجہ دلاتا رہا ہوں۔ آج کے خطبے میں میرا خیال ہے کہ انتظامی ذمہ داریوں کی طرف بھی کچھ توجہ دلاؤں کیونکہ جوں جوں یہ صدی یعنی اگلی صدی قریب آرہی ہے بہت سے ایسے انتظامات ہیں جو ہمیں اس صدی کے آغاز سے پہلے کرنے ہیں کیونکہ جب ہم صدی میں انشاء اللہ تعالیٰ داخل ہو جائیں گے تو اس وقت موقع کی اور وقت کی ایسی ضرورتیں ہوں گی جو ہماری توجہات کو الجھالیں گی اور جب تک اس صدی کے آغاز سے پہلے ہم انتظامات مکمل نہ کرلیں ہرگز بعید نہیں کہ خامیاں باقی رہ جائیں۔ اپنی پوری کوشش کرنے کے بعد بھی یقیناً خامیاں باقی رہیں گی کیونکہ یہ بشریت کے لازمی تقاضے ہیں لیکن ایسی خامیاں جو کوشش کی حد تک سب کچھ کر گزرنے کے بعد رہ جاتی ہیں ان کا علاج دعا ہے اور ویسے تو ہر بات کا علاج دعا ہی ہے لیکن اس صورت میں خدا تعالیٰ کی طرف سے دعا کی قبولیت کی ضمانت بھی ہے یعنی ایسی دعا جو انسان اپنی کوشش کو انتہا تک پہنچانے کے بعد مزید خدا تعالیٰ کی طرف جھکتے ہوئے مانگتا ہے اس کی قبولیت کے ان دعاؤں کے مقابل پر بہت زیادہ امکانات ہیں جو دعائیں بغیر کوشش اور بغیر محنت کے عدم توجہ

کے بعد کی جاتی ہیں۔آپ ایسے طالبعلموں کو بھی جانتے ہوں گے جو سارا سال کچھ نہیں پڑھتے اور آخری دنوں میں پھر اس قدر دعاؤں پر زور دیتے ہیں کہ جو وقت ان کو کتابوں کے مطالعہ میں صرف کرنا چاہئے وہ سجدوں میں صرف کر دیتے ہیں اور خدا کے قانون کی خلاف ورزی کرتے ہوئے خدا سے رحم کی توقع رکھتے ہیں۔ ہر چیز کا ایک وقت ہوا کرتا ہے۔خدا تعالیٰ نے ہر ذمہ داری کے دائرے مقرر فرما رکھے ہیں ان دائروں کے اندر رہتے ہوئے حد استطاعت تک ذمہ داریاں ادا کرنا انسان کا کام ہے۔ پھر جو کمزوریاں باقی رہ جاتی ہیں، جو خلا رہ جاتے ہیں ان کو پُر کرنا خدا تعالیٰ کا کام ہے اور بندے کا کام نہیں ہے یعنی خدا کا کام وہاں بھی رہتا ہے جہاں بندے کا کام ہے لیکن جہاں یہ بندے کا کام ختم ہو جاتا ہے وہاں سے جب خدا کا کام شروع ہوتا ہے تو تقدیر خاص جاری ہوتی ہے اور وہ دعاؤں کے نتیجے میں جب جاری ہوتی ہے تو انسان کو اعجازی کام دکھاتی ہے۔تو اس لئے جہاں تک انسانی کوشش کا تعلق ہے میں جماعت کو یہ نصیحت کرتا ہوں اسے اپنی حد استطاعت تک پہنچا دیں، ان کناروں تک پہنچا دیں جن سے آگے خلق کی حد ختم ہو جاتی ہے اور خالق کی حد شروع ہو جاتی ہے۔ پھر دعائیں کریں اور پھر دیکھیں کہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے آپ کے کاموں میں کتنی برکت پڑتی ہے۔

جہاں تک صد سالہ جوبلی کے کاموں کی مختلف شقوں کا تعلق ہے یہ تو بہت زیادہ ہیں اور ممکن نہیں ہوگا میرے لئے کہ ایک یا دو یا تین خطبوں میں بھی ان تمام شقوں کو بیان کر دوں اور اس سارے پروگرام کو آپ کے سامنے از سر نو رکھوں۔ جہاں تک جماعتوں کی انتظامیہ کا تعلق ہے تمام دنیا کے ممالک میں خدا تعالیٰ کے فضل سے جن کی تعداد اب ۱۱۸ یا ۱۱۹ ہو چکی ہے۔تمام ہدایتیں جاری کر دی گئی ہیں اور ان کی یاد دہانیاں بھی کروائی جارہی ہیں لیکن ہمارے مختلف ممالک میں معاشروں کے اثرات کے نتیجے میں ردعمل مختلف ہوا کرتے ہیں بعض ممالک کی جماعتوں سے خدا تعالیٰ کے فضل سے بڑی مستعدی کے جواب آتے ہیں۔فوراً توجہ کرتے ہیں، فوراً حتی المقدور کارروائی کرتے ہیں پھر اس کی اطلاع بھی دیتے ہیں۔بعضوں کی طرف سے ردعمل بہت ڈھیلا اور سُست رو ہے۔اس لئے آج جو دو مہینے کے قریب اگلی صدی کے شروع ہونے میں وقت باقی ہیں میں امید رکھتا ہوں کہ ان سُست رو جماعتوں تک بھی یہ بات پہنچ کر ان پر اثر انداز ہو جائے گی اور اب مزید لوگ کوئی وقت بھی سُستی میں ضائع نہیں کریں گے۔

ساری جماعت کو اس کام میں حصہ لینا ہے لیکن جہاں تک میرا علم ہے تمام جماعت کو اس کی ذمہ داریوں سے منتظمہ نے مطلع نہیں کیا یعنی ہر ملک کے منتظمہ نے مطلع نہیں کیا۔ چند دن ہوئے امیر صاحب انگلستان تشریف لائے تھے انہوں نے مجھے وہ ہدایت نامہ دکھایا جو انگلستان کے افراد جماعت کی راہنمائی کے لئے جاری کرنے والے تھے۔ تو مجھے خوشی ہوئی کہ ایک اچھا مثبت اقدام کیا گیا ہے لیکن بہت سی ایسی باتیں ہیں جو سمجھانی پڑتی ہیں۔ محض تحریری طور پر اطلاع دینا کافی نہیں ہوا کرتا اس لئے ایسی جماعتوں میں جہاں عموماً تعلیم کا معیار بلند ہے مثلاً انگلستان ہے اور خدا تعالیٰ کے فضل سے ذہنوں میں بالعموم جلا پائی جاتی ہے ایسی جماعتوں میں بھی سمجھانا ضروری ہے ورنہ آپ خطوں کے ذریعے اور تحریروں کے ذریعے اپنی ذمہ داری ادا نہیں کر سکتے۔ میں نے تو دیکھا ہے کہ بعض باتیں تحریراً سمجھائی جائیں پھر بُلا کر سمجھائی جائیں پھر جب دوبارہ پوچھا جاتا ہے تو پھر بھی خامیاں رہ جاتی ہیں۔ اسی لئے اس بنیادی انسانی فطرت کو سمجھتے ہوئے حضرت اقدس محمد مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا طریق یہ تھا کہ جب ہدایات جاری فرماتے تھے تو ان ہدایات کو خود دہراتے تھے۔ پھر تیسری مرتبہ سمجھاتے تھے اس کے بعد فرمایا کرتے تھے کہ اب مجھے یہ ہدایات دوبارہ سناؤ تا کہ میں معلوم کروں کہ کس حد تک تم میری باتوں کو سمجھ سکے ہو۔

بچپن میں حضرت صاحبزادہ مرزا بشیر احمد صاحب نے ہماری تربیت میں ایک بڑا اہم کردار ادا کیا ہے اور وہ یہ تھا کہ روزمرہ کی زندگی میں سبق دینے کے لئے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے واقعات سنایا کرتے تھے اور ان سے ہمیں سبق دیتے تھے۔ چنانچہ یہ بات بھی میں نے ایک مرتبہ نہیں دو مرتبہ نہیں بارہا حضرت مرزا بشیر احمد صاحب رضی اللہ عنہ سے سنی۔ آپ کا طریق یہ تھا کہ بچوں کو سیر پر کبھی ساتھ لے گئے، یا گھر میں ملاقات کے وقت چھوٹی چھوٹی باتیں شروع کر دیں تربیت کے امور کے متعلق لیکن ہر بات میں حوالہ سیرت حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا ہوا کرتا۔ یہ بات جو میں نے ان سے سیکھی ہے یہ میں آج آپ کو سکھا رہا ہوں۔

اس طریق کو اپنائیں اور اس طریق کے مطابق اپنے بچوں کی بھی تربیت شروع کریں ان کو بتائیں کہ کس صدی میں داخل ہونے والے ہیں، اس کی کیا ذمہ داریاں ہیں ان سے پوچھیں کہ وہ کونسا عیب تم میں پایا جاتا ہے کونسی بدعادت ہے جو تم چھوڑ دو گے اور اس پہلو سے سب سے زیادہ جھوٹ پر

زور دیں، جھوٹ کے دفع کرنے ، جھوٹ کے قلع قمع کرنے پر۔ اب بچوں سے آپ جب پوچھیں گے تو شائد کوئی بچہ یہ نہ تسلیم کرے کہ میں جھوٹ بولتا ہوں اور جو بچے جھوٹ بولتے ہیں وہ تسلیم بھی کیسے کر سکتے ہیں کیونکہ یہ جرأت سچے بچے کو ہوتی ہے کہ وہ اپنی کمزوری کو تسلیم کرلے لیکن جب ان کو پیار سے آپ سمجھائیں گے تو ایسے مواقع پیش آئیں گے جہاں آپ ان کو نمایاں طور پر بتا سکتے ہیں کہ اس لطیفے میں جو تم نے بات کہی ہے یہ غلط ہے اور یہ جھوٹ کی قسم ہے اس لئے ان چھوٹی چھوٹی باتوں کو بھی تم جھوٹ سمجھتے ہوئے یہ عہد کرلو کہ اگلی صدی میں داخل ہونے سے پہلے میں اس بدعادت کو ترک کردوں گا۔ جھوٹ پر آپ جتنا غور کریں گے آپ کو معلوم ہوگا کہ اس کی بے شمار قسمیں ہیں اور بہت سے سچے آدمی بھی جھوٹ کی بعض قسموں کے ساتھ زندہ رہتے ہیں اور ان کو پتا بھی نہیں لگتا کہ بعض اپنی زندگی کے بعض دائروں میں وہ جھوٹے ہیں۔ لطیفہ سناتے وقت یعنی ایسا لطیفہ جو واقعات پہ مبنی ہو اس کو اس کی زیبائش کے لئے جو مبالغہ آمیزی کرتے ہیں وہ جھوٹ ہوا کرتا ہے۔ اگر لطیفہ فرضی ہو تو اس میں تو جھوٹ کا کوئی سوال ہی نہیں لیکن کسی شخص کے متعلق یہ واقعہ بیان کرنا کہ اس نے یہ بات کہی تھی اور اس میں زیب داستان کی خاطر اپنی طرف سے باتیں گھڑ کے داخل کر لینا بعض اوقات جھوٹ ہی نہیں بلکہ اپنے بھائی کی تحقیر کا موجب بن جاتا ہے اور ایک بدی نہیں بلکہ دو بدیاں اکٹھی ہو جاتی ہیں۔ اور میں نے دیکھا ہے کہ بچوں میں اگر شروع سے ہی اس عادت کو روکا نہ جائے تو بڑے ہو کر یہ عادت بڑی بھیانک شکل اختیار کر لیتی ہے۔ جھوٹ اور تکبر اور استہزاء یہ ساری چیزیں اکٹھی پیدا ہوتی اور بڑھتی اور پنپتی ہیں۔ تو اس لئے ان امور پر تفصیل سے آپ کو نظر ڈالنی ہوگی اور بچوں کی تربیت میں ان باتوں کو پیش نظر رکھتے ہوئے ان کو سمجھانا ہوگا کہ دیکھو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک شخص کو نصیحت فرمائی تھی کہ اگر تم نے ایک ہی بدی چھوڑنی ہے تو جھوٹ کو چھوڑ دو اور پھر وہ مثال آپ بیان کر سکتے ہیں کہ کس طرح رفتہ رفتہ اس کی ساری بدیاں ترک ہو گئیں اور جھوٹ چھوڑنے کے نتیجے میں وہ دوسری بدیاں چھوڑنے پر مجبور ہو گیا (تفسیر کبیر امام رازی جلد ۸ صفحہ: ۱۷۶) اسی لئے قرآن کریم نے شرک کی نجاست کے ساتھ جھوٹ کی مثال بیان فرمائی ہے اور اکٹھا بیان کیا ہے۔ واقعہ یہ ہے کہ جھوٹ تمام گناہوں کی جڑ ہے اور اس جڑ کو تلف کر دیں تو ضروری نہیں کہ ایک دم سارا درخت زمین پر آ گرے لیکن رفتہ رفتہ آپ دیکھیں گے کہ جس طرح درختوں کی جڑیں بیمار ہو جاتی ہیں اور مر جاتی ہیں تو پہلے

پتوں پر پھر شاخوں پر پھر پھوٹنے والی کونپلوں پر ان کے اثر ظاہر ہونا شروع ہوتے ہیں اور بعض دفعہ بعض درخت کئی کئی مہینے میں مرتے ہیں اور زمیندار بیچارے کو پتا ہی نہیں لگتا کہ کیا ہو رہا ہے۔ بعد میں جب کبھی وہ ذرا زور سے تنے کو ہلائے تو سارا درخت مع تنا ہی ہاتھ میں آ جاتا ہے اس کی جڑیں کھائی گئی ہوتی ہیں۔ تو جھوٹ کی جڑوں کے ساتھ یہ سلوک کریں کیونکہ جھوٹ کی جڑیں سب بدیوں کی جڑیں ہیں اور جب آپ اس بدی کو اپنی سوسائٹی سے نکال کے باہر پھینک دیں گے، اکھیڑ دیں گے تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے اس کے نیک نتائج فوراً نہ بھی ہوں تو بالآخر رفتہ رفتہ ضرور ظاہر ہوں گے۔ اسی طرح بچوں کو حضرت اقدس مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی تحریریں پڑھانے کی طرف متوجہ ہوں مثلاً الفضل میں جو بار بار ہر روز اقتباسات شائع ہوتے ہیں وہ ادارہ کی طرف سے بڑی محنت کے بعد منتخب کئے جاتے ہیں اور بہت ہی پُر اثر ہیں اور وقت کی ضرورت کو پورا کرنے والے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ان کا جو اثر پڑ سکتا ہے وہ آپ کی لاکھ تقریریں بھی پیدا نہیں کر سکتیں۔ اس لئے بچوں کو ان اقتباسات کی طرف متوجہ کریں۔ ہمارے یہاں مغربی دنیا میں اسی طرح افریقہ میں اور مشرقی ممالک میں بہت سے احمدی ہیں بلکہ اکثر احمدی ہیں جو اردو نہیں پڑھ سکتے۔ تو انتظامیہ کو یہ کوشش کرنی چاہئے کہ کم سے کم ان اقتباسات کے تراجم فوری طور پر تمام جماعت کو مہیا کر دیئے جایا کریں اور یہ جو بقیہ دو مہینے باقی ہیں ان میں یہ اقتباسات ہی حیرت انگیز روحانی اور پاکیزہ انقلابی تبدیلی پیدا کر دیں گے۔ تو ان کی طرف متوجہ ہونا چاہئے اور یہ کام اس بات کا انتظار نہ کریں کہ جماعتیں باقاعدہ ان کے تراجم کرائیں اور پھر ان کو مشتہر کریں۔ اتنے بڑے کام ہیں۔ اتنی اس میں محنت کرنی پڑتی ہے، اتنی احتیاط کرنی پڑتی ہے پھر بھی ایسی غلطیاں رہ جاتی ہیں کہ طعن آمیزی کا موجب بنتی ہیں بعض لوگوں کے لئے اس لئے کہ وہ کام اپنے وقت پر ہوں بڑی توجہ کی جارہی ہے، مترجمین تیار کئے جارہے ہیں اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ رفتہ رفتہ یہ کام مختلف زبانوں میں پھیل رہا ہے لیکن اس کا انتظار نہ کریں جو سرسری ترجمے ہیں وہ کوئی ایسی بات نہیں ہوا کرتے کہ جس کے اوپر باقاعدہ ایکشن لئے جائیں اور جواب طلبیاں ہوں وہ تو صرف ایک کوشش ہے پیغام دوسرے تک پہنچانے کی۔ اس پہلو سے ان کے تراجم کر کے خواہ اگر چھپانے کا یا نقلیں کرنے کا سامان مہیا نہیں ہے تو کیسٹ ریکارڈر ہر جماعت میں موجود ہیں ان میں ان کو بھر کر بچوں کو سُنا دیا کریں۔

یہ تو انتظامی امور سے بات شروع ہوئی تھی اور ایک ضروری دوسری طرف توجہ پھر گئی اپنی ذات میں یہ بہت ضروری بات تھی لیکن بات اس طرح شروع ہوئی کہ جو بات سمجھائی جائے اسے دُہرائیں اور پھر سُنیں۔اس طرح اب ذمہ داریوں کی تقسیم کے وقت آپ سب نے دنیا کی ہر جماعت نے کام کرنا ہے۔ذمہ داریاں تقسیم کریں کیونکہ ایک یا دو اشخاص کے پاس یا مجلس عاملہ کے پاس بھی اتنا وقت نہیں ہے کہ صد سالہ جوبلی کی ساری ذمہ داریاں ادا کر سکے۔بہت کام کو پھیلانا پڑے گا یہاں تک کہ بعید نہیں کہ بعض جگہ ساری جماعت ہی کسی نہ کسی پہلو سے کام کی ذمہ دار ہو یعنی چند گروہ کسی کام کی طرف توجہ دے رہے ہیں ، چند اور گروہ کسی اور کام کی طرف گویا ٹولیوں میں آپ کو منتظمین بانٹنے پڑیں گے اور اس کے لئے وقت اتنا تھوڑا رہ گیا ہے کہ اگر ابھی تک آپ نے پہلی ہدایتوں پر عمل نہیں کیا تو خطبہ سُنتے ہی فوراً اس کام پر بیٹھ جائیں اور تقسیم کار کریں پھر ان سب کو جن کے سپرد کام کیا جاتا ہے تحریری اطلاع صرف نہ کریں بلکہ ان کو بلائیں یا ان تک پہنچیں ان کو بات سمجھائیں ، ان کو کام کرنے کا سلیقہ سکھائیں ، ان کو بتائیں کہ اس طرح ہم نے کام کرنا ہے۔جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا بہت سے کام ہم یہاں کر رہے ہیں اور باقاعدہ کام کے نمونے بنا کر جماعتوں تک پہنچائے جارہے ہیں۔مثلاً سب سے اہم کام اس سال یعنی آئندہ سال کتابوں کی اور لٹریچر کی نمائش ہے اور اسی طرح تصویری نمائش ہے۔اس کام کے لئے تمام دنیا کی جماعتوں میں ایک فلم تیار کر کے بھجوائی گئی ہے کہ ہم نے مرکز میں اس کام کو کیسے کیا ہے اور ہر تصویر جو دکھائی گئی ہے ہدایت میری ان کو یہی تھی اور مجھے یہی انہوں نے بتایا ہے کہ اس ہدایت پر عمل ہوا ہے کہ اس تصویر پر تشریح بسط کے ساتھ کی ہے کہ یہ کام اس طرح وقت لیتا ہے ، یہ اس طریق پر کیا گیا ہے ، قرآن کریم کے مختلف نسخوں کو ہم نے اس طریق پر سجایا ہے ، اقتباسات قرآن کریم کے اس طرح رکھے گئے ہیں اور زبانوں کے اوپر ان کے لیبل کس طرح لگائے گئے ہیں۔غرضیکہ بہت تفصیلی ہدایات پر مشتمل ایک ویڈیو تیار کر کے تمام ممالک کو بھجوائی گئی ہے۔ہمارے جو مرکزی نمائش سیل کے سیکرٹری ہیں مشتاق احمد صاحب شائق آج کل بڑی محنت سے تصویروں کی نمائش ، چارٹس کی نمائش گرافس جو بنائے گئے ہیں ان کی نمائش ان سب کاموں پر محنت کر رہے ہیں اور تقریباً یہ کام مکمل ہو چکا ہے تو امید ہے کہ کچھ حصہ تو غالباً یہ بھجوا چکے ہیں کچھ بڑا حصہ باقی ہے وہ انشاء اللہ جلد جماعتوں تک پہنچ جائے گا اور انہوں نے بھی صرف ہدایتیں دینے پر انحصار نہیں کیا

بلکہ اگر یہ بتایا ہے کہ لائبریریوں میں، ریسپشنز (Receptions) میں جدید ملکوں میں جس طرح تصویروں کی نمائش کی جاتی ہے۔ درمیان میں ایک گھومنے والا فرنیچر کچھ ہوتا ہے جس کا نام مجھے پتا نہیں کیا کہلاتا ہے لیکن وہ ایک ایسا آلہ ہے جس کے اردگرد تصویریں کارڈوں کے اوپر لگا دی جاتی ہیں جو بڑے بڑے کارڈز ہوتے ہیں اور ان کو آپ گھما کر تو جس طرح چاہیں جو چاہیں تصویر مزے سے دیکھیں جتنا چاہیں اس پر وقت لگائیں۔ وہ تصویریں اگر دیوار پر لمبی لگائی جائیں تو بہت زیادہ جگہ گھیریں گی لیکن اگر عین مرکز میں جس طرح تولیہ لٹکانے والی چیزیں ہوا کرتی تھیں ہمارے زمانے میں یا ہیٹ لٹکانے کے لئے ریسپشن ہال میں انگلستان میں رواج ہوا کرتا تھا۔ اس قسم کی چیز ہے لیکن ذرہ اس میں فرق ہے جس میں گھومنے والے تختے سے لگے ہوتے ہیں۔ تو ان تختوں پہ کس طرح تصویریں سجانی ہیں اس کے نمونے بنا کر یہ بھجوائیں گے جماعتوں کو جو میرا خیال ہے آج کل میں ایک دو دِن کے اندر انشاء اللہ تعالیٰ یہ کام مکمل ہو جائے گا۔ تو انتظامیہ کا جہاں تک تعلق ہے ہدایات پوری یا پہنچا دی گئی ہیں بعض حصوں میں یا پہنچائی جارہی ہیں اور یہ کام میں امید رکھتا ہوں کہ فروری کے آخر تک مکمل ہو جائے گا۔ بہت سی بنی بنائی چیزیں جماعتوں کو مہیا ہو جائیں گی۔ اب ان کو لگانا کہاں ہے؟ کس طرح سلیقے سے لگانا ہے؟ ان کی حفاظت کا کیا انتظام کرنا ہے؟ کون منتظم وہاں کیا فرائض سرانجام دیں گے؟ کس طرح ان نمائشوں میں احباب کو دعوت دی جائے گی؟ یہ سارے تفصیلی کام ہیں جو بہت ہی محنت طلب ہیں اور یہ چیزیں پہنچنے سے پہلے ان کی تیاریاں ہونی ضروری ہیں۔ کچھ کام ۲۳ /مارچ اور اس کے بعد شروع ہوں گے ان کے لئے بھی پہلے تیاری کریں مثلاً یہ جو نمائشیں ہیں یہ بڑے ممالک میں اگر صرف ایک نمائش ایک شہر میں لگائی جائے تو کافی نہیں ہو سکتی۔ اس لئے ابھی سے ایسے انتظام کرنے ہوں گے کہ کچھ عرصہ ایک شہر میں نمائش لگے بعد میں اس ساری نمائش کو سمیٹ کر کسی اور شہر میں جہاں ہال یا سکول کی عمارت بعض جگہیں کرائے پر لی جاسکتی ہیں یا احمدیہ ہاسپٹلز یا احمدیہ سکولز میں جگہیں مقرر کی جاسکتی ہیں ان میں منتقل کیا جائے اور پھر ایسا فرنیچر کم سے کم وہاں ضرور مہیا کیا جائے جو ایسی نمائشوں کے لئے ضروری ہوگا، پھر ایسے ماہرین تیار کئے جائیں جو دوران سال نمائش کے ساتھ گھومیں۔ اب ایسے ماہرین تیار کرنے کوئی معمولی بات نہیں کیونکہ بہت سے ایسے احمدی احباب ہیں جو چند دن کا وقت تو دے سکتے ہیں۔ سارا سال کا وقت نہیں دے سکتے۔ اس لئے

جب آپ بیٹھ کر تفصیل سے اس چھوٹے سے کام پر غور کریں گے تو آپ کو معلوم ہوگا کہ بڑی محنت سے مختلف شہروں سے مختلف قسم کے بڑی عمر کے چھوٹی عمر کے احمدی مخلص بلوانے پڑیں گے ان سے وقت طے کرنا ہوگا کہ تمہارے شہر میں کب یہ نمائش پہنچے اور اس عرصے کے لئے تمہارے شہر کے کتنے نمائندے ہیں جو ہمارے پاس آ کر کام سیکھیں گے اور مرکزی نمائش میں آ کر وہ دیکھیں گے کہ کس طرح کام چلایا جاتا ہے۔ اس کام کے لئے بھی بڑا وقت چاہئے اور محنت چاہئے۔ تو انتظامی پہلوؤں سے مجھے فکر پیدا ہو رہا ہے کہ جس قسم کی توجہ کی ضرورت تھی ابھی تک پوری توجہ نہیں دی گئی۔ علاوہ ازیں نمائش کے سلسلہ میں ہی ہر احمدی کو ابھی سے اپنے دوستوں کو ذہنی طور پر آمادہ کرنا چاہئے کہ جماعت احمدیہ کی ایک عالمگیر نمائش ہونے والی ہے اور ہم یقین رکھتے ہیں کہ تمہارے لئے یہ دلچسپی کا اور علم میں اضافے کا موجب بنے گی۔ تم ہمارے ساتھ چلنا اور اُس کے ساتھ وقت طے کریں اور اپنا پروگرام سال بھر کا بنائیں کہ کتنی دفعہ آپ کتنے دوستوں کو لے کر ایسی نمائشوں میں پہنچ سکتے ہیں تا کہ کروڑ ہا بندگان خدا ایسے ہوں جن تک احمدیت کا پیغام تصویری زبان میں اور چارٹس کی زبان میں اور دوسرے ایسے انداز میں پہنچے جو انسانی فطرت پر زیادہ گہرا اثر کرتا ہے۔ وہاں ویڈیوز بھی چلائی جارہی ہوں گی مختلف قسم کی، وہاں سلائیڈز بھی دکھائی جارہی ہوں گی، وہاں مختلف دلچسپی کا لٹریچر بھی موجود ہوگا جو مفت بھی ہوگا قیمتاً دینے کے لئے بھی ہوگا۔ غرضیکہ میں یقین رکھتا ہوں کہ جو بھی اُس نمائش میں جائے گا اُس پر اُس کا انشاء اللہ تعالیٰ بہت ہی گہرا اثر پڑے گا۔

ماریشس میں جماعت نے ریہرسل کے طور پر ایسی نمائش ایک جگہ لگائی اور یہ جماعت ماریشس کا بہت بڑا کارنامہ تھا۔ ماریشس کی جماعت اللہ تعالیٰ کے فضل سے غیر معمولی طور پر مستعد ہے اور جب کوئی ہدایت دی جاتی ہے فوری طور پر جماعت اُس میں ہمہ تن مصروف ہو جاتی ہے یعنی اُس کی تعمیل میں۔ چنانچہ یہ بڑا عمدہ خیال تھا کہ ہم پہلے یہ ریہرسل تو کر کے دیکھیں کہ نمائش کیسی ہوگی؟ باوجود اس کے کہ اُس نمائش کا جو اُس سال کے لئے لگانی مقصود ہے شاید دسواں حصہ بھی اُن کے پاس موجود نہیں تھا یعنی اُن اشیاء کا، اُن کتب کا، اُن چارٹس کا، اُن تصاویر کا بلکہ میرا خیال ہے پانچواں حصہ بھی نہیں ہوگا۔ لیکن اُس کے باوجود اُنہوں نے ایک میئر سے اجازت لے کر ٹاؤن ہال میں یہ نمائش لگائی۔ جب میں وہاں گیا اور ایک موقع پر جب اُس علاقے کے معززین کی دعوت کی گئی تھی تو وہاں

بہت سے لوگوں نے مجھ سے ذکر کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو حیران رہ گئے ہیں دیکھ کر کہ جماعت احمدیہ کتنے عظیم کام کر رہی ہے۔ ایک میئر سے ملاقات کے لئے گیا تو اُس میئر نے بھی کہا کہ میں نے تو وہ نمائش دیکھی تو مجھے پہلی دفعہ پتا چلا کہ آپ کی جماعت ہے کیا چیز۔ حیران رہ گیا یہ دیکھ کر کہ کس طرح اعزازی خدمت کے طور پر، طوعی (Voluntarily) خدمت کے طور پر آپ نے کتنے عظیم الشان کام کئے ہوئے ہیں۔ ایسی نمائشوں میں ہمارے پرانے زمانے سے لے کر اب تک کے وقار عمل کی تصویریں بھی ہوں گی۔ کس طرح بڑے چھوٹے مل کر مسجدیں بنا رہے ہیں، دوسرے مخلوق خدا کی خدمت کے رفاہ عامہ کے کام کر رہے ہیں۔ پرانے حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے زمانے سے لے کر آج تک کے زمانے کی احمدیہ تاریخ تصویری زبان میں دہرائی جائے گی۔ شہداء کی تصویریں ہوں گی، مظالم کی مختلف صورتوں کی تصویریں ہوں گی، اتنی دلچسپ نمائش ہے اور اتنی وسیع ہے کہ اس کے چھوٹے چھوٹے نمونے بھی جب کوئی دیکھتا ہے تو غیر معمولی طور پر متاثر ہوتا ہے۔ اب جس رنگ میں ہم نے احمدیت پر مظالم کو تصویری زبان میں گزشتہ جلسہ سالانہ پر یہاں دکھایا تھا وہ تو ابھی ایک چھوٹی سی شکل تھی اب اُس کو ہم مکمل کر کے زیادہ وسیع صورت میں دنیا میں پیش کرنے والے ہیں انشاء اللہ۔

وہاں اُس نمائش سے جو لوگ گزرے کچھ مقامی میئر تھے کچھ باہر سے دوسرے آنے والے تھے اُن کے متعلق پتا چلا کہ ہنستے ہنستے داخل ہوتے تھے روتے روتے نکلتے تھے اور بعضوں نے ایسے زبردست اس پر تاثرات لکھے ہیں کہ ہم سُنا کرتے تھے، یہ باتیں ہمیں بھی پہنچتی تھیں کہ کبھی ریڈیو پر کبھی اخبارات میں لیکن جو آنکھوں سے ہم نے یہ تصویریں دیکھی ہیں جو اس کا گہرا دل پر اثر پڑا ہے اس کو ہم فراموش نہیں کر سکتے۔ جماعت احمدیہ کی جو قربانیاں ہیں ان کی جزا تو خدا دے گا لیکن حصول جزا کے لئے کچھ طریقے بھی تو اختیار کئے جاتے ہیں۔ اس کی آخرت کی جزا تو آخرت میں ملے گی دنیا میں بھی اگر ہم کچھ کوشش کریں تو **اللہ تعالیٰ اس کی روحانی جزاء ہمیں یہاں بھی عطا فرمائے گا اور ان شہداء کے خون کے ہر قطرے کی قیمت ہم وصول کریں گے۔ اس مقدس خون کا ایک قطرہ ضائع نہیں جانے دیں گے۔ ایک ایک خراش جو اسیران راہ مولیٰ کو آئی ہے اُس خراش سے ہم ملکوں ملکوں میں پھول کھلائیں گے۔** ان کی قربانیوں کی تحریریں ہیں جن سے ایسی تصویریں اُبھری ہیں اللہ تعالیٰ کے

فضل کے ساتھ جو تمام دنیا میں حیرت انگیز طور پر لوگوں کے دلوں میں روحانیت کے چمن پھیلانے والی ہیں۔اس لئے اس کی طرف جس طرح ہم توجہ کر رہے ہیں اگر جماعتیں اس سے استفادہ کے لئے تیاری کر لیں تو وہ حیران ہو جائیں گی دیکھ کر کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے ان کا کتنا گہرا اثر اور کتنا وسیع اثر پڑتا ہے اور کس طرح دشمن دوستوں میں تبدیل ہوتے ہیں۔اس لحاظ سے جن دوستوں کو آپ نے بلانا ہے اُس میں دشمنوں کو بھی شامل کریں۔ جب میں لفظ دوست استعمال کرتا ہوں تو میری مراد عام محاورے میں دوست یعنی عام انسان ہیں یہ نہ کریں کہ دشمنوں کو محروم رکھیں۔ جو شدید معاندین ہیں اگر وہ بھی تیار ہوں سوائے اس کے کہ اس کے بعد بعض ملکوں میں اُن سے شرارت کا اور فتنے کا خطرہ ہو وہاں مومن والی فراست سے کام لیتے ہوئے۔ایسے لوگوں کو نہ بلائیں بلکہ ہوا بھی نہ لگنے دیں اُن کو کہ کیا ہو رہا ہے لیکن جن ممالک میں ضمیر کی آزادی ہے وہاں شدید سے شدید دشمن کو بھی بلائیں اُس کو دکھائیں تو سہی کہ ہو کیا رہا ہے، احمدیت ہے کیا چیز۔ وہ جو آنکھوں سے دیکھنے کا اثر پڑتا ہے وہ سنی سنائی باتوں کا اثر نہیں پڑا کرتا اور نہ وہ کتابیں پڑھنے سے حاصل ہو سکتی ہے یہ بات۔اس لئے خدا تعالیٰ کے فضل سے اگلی صدی کے لئے بہت ہی عظیم زادِ راہ آپ کے لئے تیار ہے اس کو استعمال کرنا اس ساری صدی میں یہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت پر منحصر ہے اور اس کا آغاز بھی نمائشوں کے ذریعے ہو گا اور میں امید رکھتا ہوں کہ نمائشوں میں جب آپ ان ذرائع کا استعمال کریں گے تو سال کے اختتام سے پہلے پہلے خدا تعالیٰ کے فضل سے آپ کی جھولیوں میں کثرت سے روحانی پھل گرنے شروع ہو جائیں گے۔

نمائشوں کو سارا سال مؤثر بنانے کی خاطر ایک طریق یہ بھی اختیار کیا جائے کہ مختلف معززین کے دن بنائے جائیں اور اُن معززین کے نام پر اُس دن نمائش ہو، اُن کے لئے خاص احترام اُس دن کا ان کا کیا جائے، اُن کی تصویریں کھینچی جائیں۔اخباروں کے نمائندوں کو اطلاع دی جائے۔ ٹیلی ویژن اگر ہے، ریڈیو ہے تو ریڈیو اور ٹیلی ویژن کے نمائندوں کو اطلاع کی جائے اور ہفتے میں ایک دن یا جہاں جماعت زیادہ دن منا سکتی ہے تو بڑے بڑے معززین کو وہاں اُن کے نام کے دنوں میں بلائیں۔ یہ دنیا دار لوگ ہیں ان میں بڑے بڑے شریف بھی ہیں مگر دنیا دار ہیں اور جب تک نام و نمود ساتھ شامل نہ ہو یہ ایسے مواقع پر جو خالصۃً مذہبی مواقع ہیں زیادہ توجہ نہیں کیا کرتے۔تو

اگر ان کی خاطر ان کو بلایا جائے کہ آپ معزز ہیں، آپ ہمارے لئے باعث عزت، باعث صد احترام مہمان ہیں تو پھر یہ ضرور وقت نکال لیا کرتے ہیں۔ تو اس طرح یہ نمائشیں ساری دنیا کے اُن ممالک میں جہاں احمدی ان نمائشوں کو دکھائیں گے انشاء اللہ تعالیٰ سارا سال اثر پیدا کریں گی اور نیوز میڈیا کے لئے یعنی جو پیغام رسانی کے جو وسائل ہیں اُن کے لئے دلچسپی کا سامان رہے گا اُن شخصیتوں کی وجہ سے۔ آپ کی وجہ سے وہ توجہ نہیں کریں گے لیکن آنے والے کی وجہ سے توجہ کریں گے۔ تو امید رکھتا ہوں اُن کے ساتھ اور بھی لوگ آئیں گے اور انشاء اللہ تعالیٰ احمدیت کے حق میں خیالات تبدیل ہوں گے، راہیں تبدیل ہوں گی اور ایک عظیم الشان روحانی انقلاب برپا ہوگا۔

اب جہاں تک لٹریچر کی ترسیل کا تعلق اس سلسلے میں بھی بہت سے خلاء دکھائی دے رہے ہیں۔ جیسا کہ آپ جانتے ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ پچاس سے زائد زبانوں میں قرآن کریم کے مکمل تراجم پیش کئے جائیں گے۔ ان تراجم کو آگے احباب تک پہنچانا اور اُس کے نتیجے میں جو خرچ شدہ رقم واپس ملتی ہے اُس سے پھر آئندہ نئے قرآن کریم شائع کرنے کے لئے استعمال کرنا یہ ایسا کام ہے جس کے نتیجے میں کثرت کے ساتھ قرآن کریم دنیا میں پھیلنے شروع ہو جائیں گے۔ یہ بڑی محنت کا کام ہے۔ جن تراجم کو ہم نے شائع کیا ہے اُن کے ابھی تک نکاس کی رفتار تھوڑی ہے۔ لیکن جہاں حکمت کے ساتھ بعض احباب جماعت نے دلچسپی لی ہے وہاں ایسی جگہوں میں جہاں پہلے خیال تھا کہ یہاں قرآن کریم کا نکاس نہیں ہوسکتا بڑی تیزی سے نکاس شروع ہو گیا ہے۔ یہ ایسی عظیم کتاب ہے کہ یہ خود اپنی جگہ بناتی ہے اور اگر انسان غفلت نہ کرے تو اس کتاب کے پھیلاؤ کو، اس کی اشاعت کو روکا نہیں جاسکتا۔ اس لئے اُن زبانوں میں جہاں جہاں بھی پڑھنے والے موجود ہیں ابھی سے مختلف جماعتوں کو تیاری کرنی چاہئے کہ وہ کس طرح قرآن کریم کو جلد از جلد شائع کردیں گے اور اُس کے نتیجے میں پھر جو رقم حاصل ہوگی پھر مزید نسخے، پھر مزید نسخے اس طرح پرنٹ کے بعد پرنٹ نکلنے شروع ہو جائیں گے۔ ایک اور شکل یہ بھی ہوگی کہ اس کے نتیجے میں جو رقم ملے گی اس سے ہم مزید زبانوں میں بھی ترجمہ کرنے میں کامیاب ہوں گے انشاء اللہ۔ میرے ذہن میں تو یہ نقشہ تھا جب میں نے تحریک کی تھی کہ جن خاندانوں یا جن جماعتوں کی طرف سے یہ قرآن کریم شائع کئے جارہے ہیں ہمیشہ کے لئے اُن کے لئے ایک صدقہ جاریہ بن جائے اور قرآن کریم کی جو آمد ہو کسی اور مقصد پہ

خرچ نہ ہوا اُسی سے پھر مزید قرآن مجید پھر مزید شائع ہوتے چلے جائیں گے۔ اگر مزید زبانوں کے لئے اس عرصے میں مزید خاندان یا مزید جماعتیں تیار نہ ہوئیں تو پھر اسی رقم کو بعض مزید زبانوں کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ گو میں اُمید رکھتا ہوں اتنی رقم ضرور انشاء اللہ پہنچنی شروع ہو جائے گی۔ تو اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ بہت ہی عظیم الشان کام ہو چکا ہے۔ اس کام سے اس کی شایان شان عظیم الشان نتائج حاصل کرنا یہ جماعت کا کام ہے اس کے لئے ذہنی طور پر اور عملی طور پر تیار رہیں۔

ترسیل و اشاعت کے سلسلے میں دوسری بات یہ ہے کہ جو اقتباسات قرآن کریم سے یا احادیث سے یا حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کی کتب سے لے کر شائع کئے جارہے ہیں اُن کا اکثر حصہ ہدیۃً پیش ہوگا اور جن زبانوں میں وہ اقتباسات شائع کئے جارہے ہیں وہ بعض ایسی ہیں جو مختلف ممالک میں بولی جاتی ہیں اس لئے جس جس ملک میں اُس زبان میں جتنے جتنے اقتباسات کی ضرورت ہے وہ تو طے کرلیں۔ کئی دفعہ لکھا گیا ہے لیکن بعض ممالک نے مستعدی سے جواب دیا لیکن بعض ایسے ممالک ہیں، بعض نہیں بلکہ بہت سے ہیں جنہوں نے آج تک یہ تکلیف بھی نہیں کی کہ اپنی ضرورت کو معین کریں اور عجیب بات ہے کہ اُن میں بڑے بڑے مستعد بھی ہیں اللہ کے فضل کے ساتھ۔ بڑی مخلص جماعتیں بھی ہیں جہاں سے ہم نے یہ سُستی دیکھی ہے حالانکہ باقی کاموں میں وہ مستعد ہیں۔ تو جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا کہ بعض انسان کے شعبے انسانی فطرت جو ہے بڑی وسیع چیز ہے اُس کے بعض شعبوں پر روشنی ہوتی ہے، بعض شعبوں پہ سایہ ہوتا ہے۔ بعض جگہ سے جھوٹ ختم ہو گیا ہے، بعض جگہ جھوٹ جاری ہے۔ تو سستیوں کا بھی یہی حال ہوا کرتا ہے بعض لوگ بعض زندگی کے شعبوں میں مستعد ہو چکے ہوتے ہیں، بعض دوسروں میں سُست ہوتے ہیں تو اس لئے ان پر اس طرح کا حرف نہیں کہ گویا اُنہوں نے بالکل عدم اطاعت کی ہے یا تعاون نہیں کیا لیکن میں متوجہ ضرور کرنا چاہتا ہوں۔ اتنا اہم کام ہے اس سے غفلت اچھی نہیں ہے۔ آپ جلد از جلد تعین کریں کہ آپ کو کتنی ضرورت ہے۔ ہم نے خود آپ کی ضرورت کو اندازاً معین کیا ہے اس لئے ہم آپ کے اب جواب کا انتظار نہیں کریں گے۔ آپ کو ہم ضرور کتابیں بھیجیں گے لیکن ہوسکتا ہے وہ آپ کی ضرورت سے کم ہوں اور یہ ضرورت معین کرنے کے لئے ضروری ہے کہ آپ پہلے اس کی تقسیم کا انتظام کریں۔ یہ جواب نہیں چاہئے کہ امیر کو چٹھی ملتی ہے وہ اُسی وقت لکھ کر بھیج دے کہ جی ہمیں پانچ ہزار بھیج دیں۔

اس قسم کی چٹھیوں کا ہم پر کوئی اثر نہیں پڑتا نہ پڑنا چاہئے عقلاً کیونکہ وہ چٹھی دیکھتے ہی پتا چل جاتا ہے کہ انہوں نے کیا حرکت کی ہے۔ چٹھی اس قسم کی چاہئے کہ ہم نے جائزہ لیا ہے اتنا بڑا علاقہ ہے، اس کی تقسیم کی جماعت میں اتنی استطاعت موجود ہے۔ دستی تقسیم کے لئے کتنے کارکنان مہیا ہوں گے اور وہ اتنی دیر میں اتنے گھروں تک یہ کتاب پہنچا سکتے ہیں اور ڈاک کے ذریعے تقسیم کا انتظام اتنا خرچ چاہتا ہے، اتنا خرچ پوسٹنگ پر ہوگا اور اتنے احمدی دوست تیار ہیں کہ وہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ اتنی اتنی کتب اس عرصے میں پوسٹ کر دیں گے۔ اس طرح کام ہوگا تو پھر تسلی ہوگی پھر ہمیں سمجھ آئے گی کہ ہاں واقعہ ہی آپ نے معنی خیز کام کیا ہے ورنہ خالی ایسے جواب تو کئی آچکے ہیں کہ جی آپ ہمیں دس ہزار بھیج دیں، بیس ہزار بھیج دیں۔ بالکل بے معنی بات ہے کیوں بھیج دیں؟ جب تک یہ یقین نہ ہو کہ آپ اُس کو تقسیم کرنے کے لئے تیار بیٹھے ہیں اور سارا انتظام مکمل ہے اُس وقت تک آپ کا اخلاقی حق نہیں ہے کہ جواب دے کر اپنی ذمہ داری کو ٹلانے کی کوشش کریں۔

اس سلسلے میں بعض جگہ بڑا اچھا کام شروع ہو گیا ہے لیکن وہ بھی اُس وقت شروع ہوا جب میں نے نمائندہ بھیجا اور اُن کو سمجھایا مثلاً منیر الدین صاحب شمس نے کوئی دو تین ماہ پہلے ہندوستان کا دورہ کیا۔ تمام علاقوں میں وہاں خود پہنچے، منتظمین کو بلایا، اُن کو سمجھایا پھر وہاں انتظامات مکمل کئے، تقسیم کار مکمل کی۔ وہ ہندوستان جہاں اس سے پہلے مہینوں جواب نہیں آیا کرتے تھے وہاں اب ایسا مستعد انتظام جاری ہو گیا ہے کہ جس طرح شعاعیں پڑ کر منعکس ہوتی ہیں واپس اس طرح خط ملتے ہی ان جماعتوں کی طرف سے جواب آ رہے ہیں اور خوشیوں کی خبریں مل رہی ہیں کہ خدا کے فضل سے اب ہم انتظام مکمل کر کے تیار بیٹھے ہیں اور یہ یہ کام ہو گیا ہے۔ تو اس لئے سمجھانے کی بڑی ضرورت ہے۔ بعض علاقوں میں تو ہم نمائندے مرکزی بھجوا سکے ہیں لیکن بعض علاقوں میں نہیں بھجوا سکے لیکن وہاں یہ طریق کار طے ہوا تھا کہ جن ممالک کے سپرد بعض دوسرے چھوٹے ممالک ہیں وہ خود اپنے نمائندے وہاں بھجوا کر اُن کو سمجھائیں گے۔ اس ضمن میں مجھے ابھی تک کوئی رپورٹ نہیں ملی یعنی تسلی بخش رپورٹ نہیں ملی۔ مثلاً انگلستان ہے اگر انگلستان کے سپرد بعض چھوٹے ممالک تھے تو ان کا فرض تھا کہ وہاں اپنے نمائندے بھجیں۔ وہ نہ صرف سمجھائیں بلکہ اپنے سامنے کچھ نمونے تیار کروا کے آئیں۔ اگر تسلی ہو کہ بالغ نظری سے کام ہو رہا ہے۔ مومن کی شان یہ تو نہیں کہ گلے سے کام اُتارے۔ مومن کی شان

تو یہ ہے کہ گلے سے کام نہ اُترنے دے جب تک تسلی نہ ہو جائے کہ یہ کام صحیح طریق پر جاری ہو چکا ہے۔اس لئے ان سب امور میں جہاں جہاں خلا ہے اُن پر نظر ڈالیں، جہاں جہاں خلا مجھے نظر آتا ہے اُسی وقت اُن کو چٹھی لکھ کر متنبہ کر دیا جاتا ہے لیکن ساری دنیا کے پھیلے ہوئے ممالک میں تفصیل سے انسانی نظر نہیں پہنچ سکتی لیکن جو قریب ہیں اُن کی نظر زیادہ آسانی سے تفاصیل تک پہنچ سکتی ہے۔ اس لئے امراء اور صدران اور دوسرے منتظمین جو قریب کی دنیا میں اپنے خلا دیکھتے ہیں اُن کو بھرنے کی بھی کوشش کریں اور اپنے اعلیٰ افسران کو بھی اُن سے مطلع کریں اور مجھے بھی مطلع کرنا شروع کر دیں کہ ہم نے اس اس پہلو سے یہ انتظامی خلا دیکھا ہے تا کہ میں بھی اُن کو مزید متوجہ کروں۔

جہاں تک اصولی ہدایتوں کا تعلق ہے یہ مثالیں میں نے آپ کے سامنے رکھی ہیں۔ تفصیلی کام کا تو میں نے بیان کیا تھا کہ وقت ہی نہیں ہے اس کی روشنی میں پھر آپ اپنے کام کو بڑھالیں اور پھیلا لیں اور ہر شعبہ میں اسی طریق پر طرز عمل اختیار کرتے ہوئے اللہ تعالیٰ کے فضل کے سہارے دعائیں مانگتے ہوئے اپنے خلاؤں کو بھرنے کی کوشش کریں اور خوب تیار ہو جائیں۔جس دن ہم اگلی صدی میں داخل ہوں اُس دن سے پہلے پہلے انتظامی لحاظ سے ہم پوری طرح تیار ہو چکے ہوں۔ پھر سر پھینک کر آپ کام میں تیز رفتاری کے ساتھ آگے بڑھنا شروع کر دیں۔

اس ضمن میں چندوں کے بقایوں کے متعلق بھی میں یاد دہانی کرواتا ہوں۔صد سالہ جوبلی کے چندوں کی وصولی کی تاریخ میں بڑھاتا رہا تا کہ جو کمزور ہیں اُن کو بھی موقع ملتا رہے۔ جہاں تک مجھے یاد ہے ۳۱ دسمبر ۱۹۸۸ء مقرر کی تھی کہ اس وقت تک آپ سب بقایا ادا کر دیں لیکن میں جانتا ہوں بعض لوگ کوشش کے باوجود بھی اس وقت تک بقایا ادا نہیں کر سکے۔اس لئے بعضوں نے مجھے لکھنا شروع کیا ہے کہ ہمیں محرومی کا شدید احساس پیدا ہو رہا ہے اس لئے ہمیں ایک سال کی اور مہلت دے دیں۔تو یہ کوئی ایسی مہلتیں تو نہیں ہیں جو آخری حرف بن چکی ہوں کیونکہ نیکی کے کام میں جب وقت مقرر کئے جاتے ہیں تو صرف یہ مراد ہوتی ہے کہ تحریک ہو، تحریک ہو۔جو سبقت لے جانے والے ہیں اُن کی توجہ ہو اور وہ سبقت لے جانے کی کوشش کریں۔ جو پیچھے رہنے والے ہیں اُن کو ساتھ ملنے کا موقع دیا جاتا ہے۔تو اب پھر میں ایک سال مزید اضافہ کرتا ہوں کہ ۳۱ دسمبر ۱۹۸۹ء تک بھی جو دوست ادا کر دیں گے اُن کا جہاں تک میرا تعلق ہے میں یہی سمجھوں گا کہ اُن کا چندہ وقت کے اندر ہی ادا ہو گیا

ہے۔ باقی جو بقایا رہ جائیں گے وہ اللہ تعالیٰ معاف کرے اور پھر ہماری غفلتوں کی پردہ پوشی کرے۔

جن کے بقائے رہ جائیں گے اگر چہ مدت گزر چکی ہوگی لیکن اُن کو بعد میں بھی ادا کرنے چاہئیں۔ یہ میں اصولی بات سمجھانا چاہتا ہوں۔ نماز کا ایک وقت مقرر ہے کتاب موقوت ہے لیکن جب وقت کے اندر نہ پڑھی جائے تو قضا کا حکم ہے۔اسی طرح جو خدا سے وعدے کئے جاتے ہیں وہ بھی فرض کی طرح شمار ہونے چاہئیں اور قرآن کریم سے پتا چلتا ہے کہ ان وعدوں کی بڑی اہمیت ہوتی ہے اللہ تعالیٰ کے نزدیک۔ اس لئے جن لوگوں نے گھبراہٹ کے خط لکھے ہیں میں اُن کے ساتھ پوری طرح متفق بھی ہوں اور اُن کے لئے پریشان بھی ہوں۔ جن کو احساس اور شعور ہے وہ جانتے ہیں کہ ہم نے وعدہ خدا سے کیا تھا کوئی معمولی بات نہیں ہے۔ ہمارے حالات نے اجازت دی ہو یا نہ دی ہو یہ وعدے پورا کرنے سے محرومی ایک ایسا داغ ہے جس کی تکلیف ہونی چاہئے لیکن اگر وقت کے اندر نہ پورا ہو سکے اور مجبوری ہو تو گناہ تو نہیں ہوگا لیکن اس خلا کو اُس طرح پُر کرنا چاہئے جس طرح چھٹی ہوئی نمازوں کی قضا کی جاتی ہے۔تو بعد میں بھی دیں لیکن اپنے طور پر اپنی ذمہ داری سے جہاں تک نظام جماعت کا تعلق ہے یہ چندے کا وقت ختم ہو چکا ہوگا ممکن ہے بعض بقائے ایسے رہ جائیں بلوں کی ادائیگی کے جن میں یہ استعمال بھی ہو جائے لیکن نہ بھی ہو تو جہاں تک آپ کی ذات کا تعلق ہے آپ کا وعدہ خدا سے پورا ہو جائے گا اور آپ کو اس سے اطمینان قلب نصیب ہوگا۔

آخری بار پھر میں یہ عرض کروں گا کہ بہت سی ہمارے بدعادات کی گٹھڑیاں ہیں جو ہم پر سوار ہیں۔ ہر سال کے آغاز میں انسان وعدے کیا کرتا ہے اپنے نفس سے، بعض دفعہ اپنے خدا سے، بعض دفعہ اپنے دوستوں سے کہ یہ یہ کمزوریاں میں چھوڑوں گا۔ اس سال کے آغاز پر مجھے خیال آیا کہ یہ تحریک کروں کہ بعض بدیاں چھوڑ دیں۔ ویسے تو ہر بدی چھوڑنی چاہئے لیکن پھر مجھے خیال آیا کہ اس کو اگلی صدی کے تعلق میں بیان کروں گا جیسا کہ میں پہلے بھی کرتا آرہا ہوں۔ اگلی صدی سے پہلے جس طرح آپ بچوں سے وعدے لیں گے اُس طرح اپنے نفس سے بھی وعدے لیں اور اس کے لئے دعا شروع کر دیں۔ بعض عادتیں ترک کرنا آسان نہیں ہوا کرتا۔ بڑی ہمت چاہئے اور بعض عادتیں ایسی ہیں جو آپ ایک دفعہ چھوڑ بھی دیں تو پھر دوبارہ آجایا کرتی ہیں اس لئے بڑی دعاؤں کی ضرورت ہے۔ گناہوں کی جو تمثیل بائبل میں پیش کی گئی ہے اور شیطان کو گناہِ مجسم کے طور پر دکھایا گیا

ہے۔ وہ تمثیل سانپ کی شکل میں پیش کی گئی ہے۔ بہت سی مماثلتیں سانپ کو شیطان کے اس تصور سے ہیں جو مذہبی دنیا میں پایا جاتا ہے لیکن ایک مماثلت گناہ کے ساتھ شیطان کو یہ ہے کہ سانپ ہر سال ایک کینچلی اُتارتا ہے یعنی اپنی ایک کھال کو کھینچ کر کانٹوں میں اُلجھ کر پوری طرح اُتار کے اپنے جسم سے الگ پھینک دیتا ہے۔ اُس کا یہ مطلب نہیں ہوتا کہ اُس کی کھال اب ختم ہوگئی۔ نیچے سے ایک نئی کھال نکل آتی ہے۔ تو گناہ بد بخت کو بھی یہ کسی طرح یہ طریقہ آ گیا ہے وہ ایک کھال اُتارتا ہے تو نیچے سے دوسری کھال نکل آتی ہے۔ اس طرح گناہوں کی بھی تہیں ہوتی ہیں یعنی ایک گناہ کو آپ کھینچ کر اُتاریں گے تو نیچے سے پاک دامن نہیں نکلیں گے بلکہ اُس کے نیچے ایک اور بھی گناہ کو پائیں گے۔ جس طرح سردیوں میں بعض بزرگ ٹھنڈے کپڑے پندرہ بیس پہن لیتے ہیں اور اُن کا اور چارہ نہیں ہوتا۔ انسان جو روحانی لحاظ سے فلاکت زدہ ہو اُس نے گناہوں کے پندرہ بیس یا زیادہ کپڑے پہنے ہوتے ہیں تو ایک کپڑا آپ پھاڑ کر پھینکیں گے تو نیچے سے دوسرا بھی نکل آئے گا پھر تیسرا بھی نکل آئے گا بڑی محنت کا کام ہے، بڑی توجہ کا کام ہے اور دعا کے بغیر ممکن نہیں۔ یہ عادت بڑی بُری چیز ہے گناہ کی ہو، جس چیز کی بھی ہو بہت ہی ظالم چیز ہے انسان کو اپنا غلام بنا لیتی ہے۔ اس لئے عادتوں سے آزادی حاصل کریں پھر آپ ہلکے بدن کے ساتھ اللہ تعالیٰ کے فضل اور رحم کے ساتھ اگلی صدی میں داخل ہوسکیں گے۔ ورنہ آپ کا بدن بھاری رہے گا اور باقی سفر مشکل ہوگا۔

اس لئے اس سفر کے لئے تقویٰ کا زادراہ چاہئے جو آپ کو اندرونی طاقت مہیا کرے گا۔ تقویٰ کے بغیر آپ بدیوں سے چھٹکارا نہیں پاسکتے تو تقویٰ کا معیار بڑھائیں، خدا سے دعا مانگیں اور کوئی احمدی ایسا نہ ہو جو اگلی صدی میں اس حال میں داخل ہو کہ اُس نے اپنے گناہوں میں سے کچھ بھی نہ چھوڑا ہو اور خدا کرے اکثر احمدی ایسے ہوں کہ سب نہیں تو اکثر گناہ وہ اس صدی کے دامن میں پیچھے چھوڑ جائیں اور پاک اور صاف ہو کے صحابہ کی طرح صاف اور پاک ہو کر اگلی صدی میں داخل ہوں تا کہ اس کنارے سے ایک تربیت کا نیا دور شروع ہو جائے اور وہ تربیت کا دور پھر اگلی صدی تک، اگلی نسلوں کے کام آتا رہے۔ خدا کرے کہ ایسا ہی ہو اور اللہ اپنے فضل سے ہماری توفیق کو بڑھاتا چلا جائے۔ آمین